

## تصوف میں تزکیہ نفس کی ضرورت و اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

### The purification of Soul(Tazkia e Nafs)

\*حضرت اللہ

\*\*عفیفہ رشید



#### Abstract

This article elaborates the essence and value of Tazkia. The importance of Tazkia (The purification of Soul) may be known from the fact that Allah Ta,ala in the Holy Quran, emphasized it with seven oaths and said: (He has succeeded who purifies it). Moreover, all the prophets (Peace be upon them) invited the people towards the same thing (The purification of Soul). For example, Moses told Pharaoh: (Would you (be willing to) purify yourself?).

Allah said in the Holy Quran, regarding the Holy Prophet (Peace be upon Him):2) (It is He who has sent among the unlettered a Messenger from themselves reciting to them His verses and purifying them and teaching them the Book and wisdom although they were before in clear error).

The purification of Soul (Tazkia) is the source of high degrees and perpetual blessings. The Holy Quran clarifies: But whoever comes to Him as a believer having done righteous deeds, for those will be the highest degrees. Gardens of perpetual residence beneath which river flow, wherein they abide eternally, and that is the reward of one who purifies himself.)

The Holy Prophet (Peace Be Upon Him) also would pray: (O my God: give my soul righteousness and purify it, because You are the best one who can purify it, You are its Protector and Lord.

**Keywords:** value, Ta,ala, purifies, Gardens, Peace Be Upon Him

تزکیہ نفس سے انسان کا ظاہر اور باطن پاک و صاف ہو جاتا ہے جس سے وہ دنیا میں عمدہ صفات اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق بنتا ہے، تزکیہ یہ یہ ہے کہ انسان اپنی باتوں کے اپنانے کی کوشش کرے جو اس کے نفس کی طہارت سبب بنے۔ تزکیہ کی نسبت کبھی بندہ کی طرف کی اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ بندہ اس کا کامب ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا<sup>1</sup> ترجمہ: فلا ج اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے۔ کبھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہی اس کا حقیقی فاعل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بِنِ اللَّهِ يُرِيْجِي مَنْ يَشَاءُ<sup>2</sup> یعنی پاکیزگی تو اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اور کبھی اس کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ لوگوں تک تزکیہ کے پہنچانے میں واسطہ ہوتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے خُذْ مِنْ

\*پی ایچ ڈی اسکالر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور  
\*\*لیکچرر، شعبہ اسلامیات وومن یونیورسٹی مردان

أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةٌ تُطْهِرُهُمْ وَتُزَكِّيُهُمْ إِجْمَعًا<sup>3</sup> یعنی (اے پیغمبر) ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ و صول کر لو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو گے اور ان کے لئے باعث برکت بنو گے۔ اور کبھی اس کی نسبت عبادت کی طرف اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ تزکیہ کے حصول کا آلہ ہوتا ہے جیسے وَحَنَانًا مِنْ لَذَّتَا وَرَكَاهَ<sup>4</sup> یعنی اور خاص اپنے پاس سے نرم دل اور پاکیزگی بھی۔<sup>5</sup>

**تزکیہ کا لغوی معنی:** اس کا لغوی معنی پاکیزگی اور بڑھوڑی کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "المال تنفسه النفقة والعلم يرثُكُو على الإنفاق" یعنی مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ والرَّجاء: مَا أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنَ التَّمَرِ یعنی زکاء ان پھلوں کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ زمین سے نکالتا ہے۔ وَأَرْضُ رَكِيَّةً: طَيْبَةً سَمِيَّةً؛ حَكَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ. یعنی امام ابو حنیف نے یہ بیان کیا ہے کہ ارض زکیہ عمده اور زر خیر زمین کو کہا جاتا ہے۔ وَتَقُولُ: هَذَا الْأَمْرُ لَا يرثُكُو بِغَلَانِ زَكَاءً أَيْ لَا يَلِيقُ بِهِ۔ یعنی یہ بات فلاں کی شان کے لا اقت نہیں۔ لغت میں اس کا ایک تقوی کے ہے جیسے کہا جاتا ہے رجل زکیہ یعنی متلقی مرد، لغت میں اس کا ایک معنی تعریف اور مرح کی ہے جیسے رُجَى نفسَهِ تَرْكِيَّةً یعنی اس نے اپنے آپ کی تعریف و مرح کی۔<sup>6</sup> اس معنی میں یہ ایک حدیث میں بھی استعمال ہوا ہے وہی حدیث زینب: کَانَ اسْمُهَا بَرَّةً فَعَيْرَهُ وَقَالَ تُرْكِيَّ نَفْسَهَا<sup>7</sup>. ترجمہ: زینب کی حدیث میں ہے کہ اس کا نام برّۃ تھا تو نبی کریم ﷺ نے اسے تبدیل کیا اور فرمایا: وہ اپنے آپ کی تعریف کرتی ہے۔

**تزکیہ کا اصطلاحی معنی:** تصوف میں تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ علم نافع، عمل صالح اور مأمورات کے کرنے اور ممنوعات کے ترک سے نفس کی اصلاح اور پاکیزگی حاصل کی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں تزکیہ نفس کا معنی خود بیان فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے، "ثلاث من فعلهن فقد ذاق طعم الإيمان. من عبد الله عز وجل وحده بأنه لا إله إلا هو، وأعطي زكاة ماله طيبة بما نفسه في كل عام، ولم يعط الهرمة، ولا الدرنة، ولا المريضة، ولكن من أوسط أموالكم، فإن الله عز وجل لم يسألكم خيرها، ولم يأمركم بشرها، وزكرى نفسه، فقال رجل: وما تزكية النفس؟ فقال: أن يعلم أن الله عز وجل معه حيث كان"<sup>8</sup> ترجمہ: تین امور ایسے ہیں جو شخص انہیں انجام دیتا ہے تو اسے ایمان کی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ جو صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور خوش دلی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرتا ہے اور بہت بوڑھا، کمزور اور بچار جانور زکوٰۃ میں نہیں دیتا بلکہ اپنے مال میں در میانہ مال دیتا ہے؛ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بہترین مال کا مطالبه نہیں کرتا اور نہ ہی گھٹیا مال کا حکم دیتا ہے، اور اپنے نفس کا تزکیہ کیا، تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ تزکیہ نفس کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تزکیہ نفس یہ ہے کہ انسان کو معلوم ہو کہ وہ جہاں بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے تو اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تزکیہ نفس کو ایمان کی حلاوت کا سبب قرار دیا۔<sup>9</sup>

قرآن میں تزکیہ کا مختلف معانی میں ورود: تزکیہ کا مادہ قرآن میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے، 1۔ مصلحت کے زیادہ قریب کے معنی میں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، هُوَ أَزْكَى لَكُمْ یعنی تمہارے لئے پاکیزہ ترین طریقہ ہے<sup>10</sup>۔ 2۔ حلال کے معنی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فَلَيُنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا<sup>11</sup> یعنی وہ جا کردیکھ بھال کرے کہ اس کے کون سے علاقت میں زیادہ پاکیزہ کھانا مل سکتا ہے۔ 3۔ حسن و بھال کے معنی میں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، أَفَتَلْتَ نَفْسًا رَجَيْةً بِعِيْرِ نَفْسٍ<sup>12</sup> یعنی ارے کیا آپ نے ایک خوبصورت جان کو بھال کیا جب کہ اس نے کسی کی جان نہیں لی تھی جس کا بدله اس سے لیا جاتا۔ 4۔ فواحش سے احتراز کے معنی میں

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ما رَجَى مِنْكُمْ مِنْ أَخَدٍ<sup>13</sup> یعنی تو تم میں سے کوئی بھی فواحش سے پاک نہ ہوتا۔ ۵۔ طاعت کے معنی میں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ تَرَكَ فِإِنَّمَا يَتَرَكَ لِنَفْسِهِ<sup>14</sup> یعنی جو شخص عبادت کرتا ہے تو وہ اپنے فائدے ہی کے لئے عبادت کرتا ہے۔ ۶۔ تعریف اور مرح کے معنی میں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فَلَا تُرِكُوا أَنفُسَكُمْ<sup>15</sup> یعنی تم اپنے آپ پاکیزہ نہ ٹھہراو۔ ۷۔ پاکی کے معنی میں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فَذَلِكَ أَفْلَحُ مَنْ زَكَّاهَا<sup>16</sup> یعنی فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے۔

ترزکیہ نفس کی اہمیت و ضرورت: اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل سات قسمیں کھانے کے بعد ارشاد فرمایا: فَذَلِكَ أَفْلَحُ مَنْ زَكَّاهَا یعنی فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَذَلِكَ أَفْلَحُ مَنْ تَرَكَ<sup>17</sup> یعنی جس نے نفس پاک کیا تو وہ کامیاب ہوا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسیمات لوگوں کو نفوس کی ترزکیہ کی دعوت دیتے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا: هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ تَرَكَ<sup>18</sup>، یعنی کیا آپ کو ترزکیہ کی طرف رغبت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے: هُوَ الَّذِي يَعْثِثُ فِي الْأَرْضِ مِنْهُمْ يَتَسْلُ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُرِيكُهُمْ وَيُعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ لَهُمْ ضَلَالٌ مُّبِينٌ<sup>19</sup> یعنی وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقلاند باطلہ و خالق ذمیہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ آپ کی (بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔

ترزکیہ نفس بلند درجات اور دامگی نعمتوں کا سبب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا فَذَلِكَ عَمَلُ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ هُنَّ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ۔ جَنَّاتُ عَدْنٍ بَرْجِيٍّ مِنْ تَحْتِهَا الْأَكْهَارُ حَالِدِينَ فِيهَا وَذِلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ<sup>20</sup> یعنی اور جو اس کے پاس مُؤْمِنْ بن کر آئے گا جس نے نیک اعمال بھی کئے ہوں گے تو ایسے ہی لوگوں کے لئے بلند درجات ہوں گے وہ ہمیشہ رہنے والے باغات جن کے نیچے نہریں بھی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ صلحہ ہے اس کا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں سے ہے اللهم آتِ نفسی تقوها. وَرَّکَها أَنْتَ خَيْرُ مَنْ رَّکَها. أَنْتَ وَلِيَهَا وَمَوْلَاهَا<sup>21</sup>، یعنی اے اللہ میرے نفس کو پرہیز گاری دے اور اسے پاک کر دے تو ہی سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور آقا ہے۔

عمل کرنے کا مقصد فلاح و کامیابی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فلاح و کامیابی کو ترزکیہ نفس پر مرتب کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ اعلیٰ میں ارشاد ہے، فَذَلِكَ أَفْلَحُ مَنْ تَرَكَ<sup>22</sup>، اور سورۃ الشمس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَذَلِكَ أَفْلَحُ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ حَابَ مَنْ دَسَاهَا یعنی فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے اور نامہ ادھو گا جو اس کو گناہ میں دھنسا دے۔ تو کامیابی اور ناکامی کا مدار اللہ تعالیٰ نے ترزکیہ نفس پر رکھا ہے؛ اس لئے تصوف میں ترزکیہ نفس کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے نفوس کے اصلاح اور ترزکیہ کا خاص خیال فرماتے، نفس کی ترزکیہ اور اصلاح اللہ تعالیٰ سے ملائے والوں کا طریقہ ہے چاہے وہ انبیاء کرام علیہم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہوں یا ان کے تبعین ہوں۔ خود نبی کریم ﷺ جب اپنی قوم کو دعوت دینے میں مصائب اور تکالیف کا شکار ہوتے تو رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوتے اور گریہ و زاری فرماتے۔ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر قیام

اللیل ایک سال تک واجب تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ قلب کے اصلاح اور نیک اعمال پر ثابت تدبی میں موثر ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر عموماً اور علماء اور دعاۃ پر خصوصاً واجب ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اور تہذیب نفس کو دوسراے امور پر ترجیح دے۔<sup>22</sup> تزکیہ نفس کے حصول کے طرق: تزکیہ نفس کے حصول کے تین طرق ہیں تخلیہ، تخلیہ اور مجاہدہ۔ ان طرق سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے

**تخلیہ اور تخلیہ:** اللہ تعالیٰ نے قدْ أَفْلَحَ مَنْ تَرَكَ کے بعد فرمایا: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَى (ابنے رب کا نام ذکر کیا پس نماز پڑھی)۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ترکی کو ذکر و صلوٰۃ پر مقدم کیا گیا ہے اس سے تصوف کا ایک مسئلہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ سلوک میں دو عمل ہوتے ہیں ایک تخلیہ اور دوسرا تخلیہ۔ تخلیہ کو تصفیہ و تخلیہ بھی کہتے ہیں۔ تخلیہ کے معنی یہ ہے کہ رذائل کو زائل کرنا اور تخلیہ کے معنی ہیں فضائل کو حاصل کرنا۔ تو لفظ ترکی میں اس طرف اشارہ ہے کہ فضائل حاصل کرو۔ تزکیہ میں فضائل کے حصول کے ساتھ معاصی کا ترک بھی داخل ہے البتہ زیادہ وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دونوں کو جمع فرمایا پس قدْ أَفْلَحَ مَنْ تَرَكَ میں منہیات کا ترک اور ذکر اسم رب فصلی میں طاعات کی تحریک کو ذکر کیا اور ان دونوں کے مجموع پر فلاح و کامیابی کا مدار کھا اس سے معلوم ہوا کہ فلاح کا مدار تخلیہ اور تخلیہ دونوں کے مجموع پر ہے اور یہی صوفیاء کا قول ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ بدون ان دونوں کے سلوک کامل نہیں ہو سکتا۔

**تخلیہ مقدم ہے یا تخلیہ:** (خطبات حکیم الامم ص ۳۳۹، ج ۲۲) شیوخ کا اس میں اختلاف ہے کہ تخلیہ مقدم ہے یا تخلیہ، بعض علماء تخلیہ کو مقدم رکھتے ہیں اور بعض علماء تخلیہ کو، بہر حال ان میں سے جس کو مقدم اور جس کو بھی مؤخر کیا جائے دونوں مفید ہے کیونکہ ان دونوں میں جانینے سے استلزمام ہے جیسے ایک بوتل میں پانی بھرا ہوا اور ہم پانی نکال کر اس میں ہوا بھرنا چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے پانی کو نکال دو ہو اخود بخود بھر جائے گی، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی آله کے ذریعہ سے پہلے ہوا بھرنا شروع کر و پانی خود بخود ہی نکل جائے گا۔ اسی طرح فضائل کے حاصل کرنے سے رذائل خود بخود زائل ہو جاتے ہیں مثلاً بغل زائل ہو گیا تو سخاوت حاصل کی تو بغل جاتا رہے گا اور رذائل کے زائل کرنے سے فضائل خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں مثلاً بغل زائل ہو گیا اور لشتنہند یہ تخلیہ کو مقدم کرتے ہیں اور آیت و ادکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا (اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ) کا ظاہر ان کا مأمور یہ ہے۔<sup>23</sup>

بہر حال نفس کی تربیت اور تزکیہ کے بڑے قواعد میں یہ ہے نفس کی نفسانی خواہشات سے تخلیہ ہو؛ اس لئے کہ نفسانی خواہشات بے شمار بیماریوں کا سبب بنتا ہے، بیماری کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے پس دل کی بیماریوں کے علاج کا راستہ یہ ہے کہ ایسے طریق کو اختیار کیا جائے جو نفس کی خواہشات اور میلان سے بالکل مبتلا ہوں اور یہ سب اللہ تعالیٰ نے ایک ہی کلمہ میں جمع فرمایا ہے پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَأَمَّا مِنْ حَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَهَسَالَنَفْسُ عَنِ الْهُوَيِ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمُأْوَى<sup>24</sup> ترجمہ: لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوئے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا تھا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں وَاللَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُلَيْلَنَا<sup>25</sup> ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہماری خاطر کوشش کی ہے ہم انہیں ضرور باضور اپنے راستوں پر پہنچائیں گے۔ پھر اس کے بعد نفس کی تخلیہ اور بھلائی کے کاموں پر اسے عادی بنا تھیں

ہو جاتا ہے یہاں تک کہ طاعات سے منوس ہو کر اعمال خیر اس کی عادت بنے اس سے نفس کی بھلائی حاصل ہو گی؛ اس لئے اعمال کا اثر بہت گہرا ہے یہاں تک کہ وہ دل تک پہنچ جاتا ہے، پس جیسے ہر وہ صفت جو دل میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے اثرات اعضاء و جوارح پر ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح ہر وہ فعل جو اعضاء و جوارح جاری ہوتا ہے اس کا اثر دل پر ظاہر ہوتا ہے، یہ سلسہ دورانی ہے یعنی دل کے صفات کا ظہور اعضاء اور اعضاء کے افعال کا اثر دل پر ظاہر ہوتا ہے اور قلب و جوارح یہ تعلق بہت ہی عجیب ہے۔<sup>26</sup>

پھر جب خواہشات نفسانی سے تخلیہ اور بھلائی و طاعات سے نفس کی تخلیہ حاصل ہو جائے تو اس کے بعد لازم ہے کہ نفس کو واجبات و متحببات کی ادائیگی کا تابع بنائے اور منہیات و مکروہات سے بچائے رکھے؛ اس لئے کہ نفس کی فطرت میں سستی اور فتور ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تحمل الفتات للسائلین امر لا بد منه، فمن كانت فترته إلى مقاربة وتسديد، ولم تخوجه من فرض، ولم تدخله في حرم، رُجُي له أن يعود خيراً مما كان، ترجمة: سائلین کے لئے سستی کا آنا ایک ضروری بات ہے پس جس کو اعمال کی تسدید میں سکون ملے اور سستی اس کے فرض کی ادائیگی سے نہ روکے اور اسے کسی حرام کام داخل نہ کرے اس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ جس مقام پر بھی ہو وہ خیر کی طرف لوٹے گا۔<sup>27</sup>

**مجاہدہ:** تزکیہ نفس کے لئے تخلیہ اور تخلییہ کی طرح مجاہدہ بھی لازم ہے۔ مجاہدہ یہ ہے کہ نفس امارۃ بالسوء کے ساتھ ان شرعاً مستحبن امور کے ساتھ بر سر پر کار رہا جائے جو اس پر شاق ہوں۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نفس کو بدنبی مشتبئوں اور خواہشات کی مخالفت پر آمادہ کرنا۔ بعض علماء فرماتے ہیں: مجاہدہ یہ ہے کہ اپنی استطاعت کو مطاع لیعنی اللہ تعالیٰ کے حکم میں استعمال کرنا۔<sup>28</sup>

ابن علان فرماتے ہیں: مجاہدہ جہد سے معاملہ ہے جس کے معنی طاقت کے ہے؛ اس لئے کہ انسان اپنے نفس کو ایسے امور میں استعمال کرتا ہے جو فی الحال یافی المآل میں نافع ہوں۔ ابن بطال فرماتے ہیں: بندہ کا اپنے نفس کے ساتھ کامل جہاد ہے۔ ابو عمرو بن بجید فرماتے ہیں: جس کا دین اس کے معزز ہو تو اس کی نفس اس کے ہاں ذلیل ہو گی۔

نفس کی دو صفات ہیں، ایک یہ وہ شہوات میں منہک ہوتی ہے اور دوسری یہ کہ وہ نیک اعمال سے روکتی ہے پس مجاہدہ اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں: نفس کے ساتھ جہاد بھی دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کی طرح ہے؛ اس لئے کہ دشمن تین طرح ہے ان کے سر خیل شیطان ہے پھر اس کے بعد نفس ہے کیونکہ نفس ایسے لذات کی طرف داعی ہے جو انسان کو حرام میں مبتلا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نارِ ضلگی کا سبب بنتا ہے اور شیطان ان کاموں میں نفس کا مدد گار بنتا ہے پس جو نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتا ہے تو وہ شیطان کو دفع کرتا ہے، تو نفس کا مجاہدہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری اور گناہوں کے اجتناب پر ابھارتا ہے اور جب انسان ایسے اعمال پر قوی ہو جاتا ہے تو اسے دشمن سے لڑنا آسان ہو جاتا ہے۔

جہاد و طرح ہیں ایک باطن کے ساتھ جہاد اور دوسرا ظاہری جہاد۔ نفس کے ساتھ جہاد کے چار درجات ہیں۔ ایک یہ کہ نفس کو دین کے امور سکھنے پر آمادہ کرے۔ اس کے بعد نفس کو ان پر عمل کرے۔ اس کے بعد دین سے ناواقف لوگوں کو دین کی تعلیم دے، پھر اس کے بعد توحید کی طرف دعوت دے اور جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مخالفت کرے اور اس کی نعمتوں کا کفر کرے ان کے ساتھ قتال کرے۔ نفس کے ساتھ جہاد میں سب سے زیادہ معین شیطان کے ساتھ جہاد ہے کہ ان چیزوں کو دور کر کے جن کے ذریعہ سے شیطان و سوسہ اور شبہات پیدا کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ منہیات جنہیں شیطان خوبصورت بنائے کر پیش کرتا ہے پھر ایسے

امور سے بچ جن کی تکشیر انسان کو شکوہ و شہادت میں مبتلا کرتا ہے۔ الغرض مجاہدہ کی تہامیت یہ ہے کہ انسان ہر حال میں مقیظ ہو کیونکہ جب بھی انسان غافل ہوتا ہے تو شیطان اور نفس اسے منہیات میں مبتلا کرتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سعادت اخروی کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ نفس کو خواہشات سے روکا جائے، اس پر ایمان واجب ہے البتہ یہ تفصیلی علم کہ کن چیزوں کو ترک کیا جائے اور کن کو اختیار کیا جائے سو اس کا مدار شریعت پر ہے۔ مجاہدہ اور ریاضت کا طریقہ ہر انسان کا احوال کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔ اصل اس میں یہ ہے کہ انسان اسباب دنیا میں سے جس چیز سے زیادہ عجب میں مبتلا ہوتا ہے اس کو چھوڑے، پس جمال یا جاہ و عظیم میں قبول یا قضاۓ ولایت میں عزت یا تدریمیں واقفہ میں تلامذہ کی کثرت کو پسند کرتا ہے، تو سب سے پہلے اسے وہ چیز ترک کرنی ہوگی جس کی وجہ سے وہ خود پسندی میں مبتلا ہے۔ پھر جب وہ خود پسندی کے اسباب کو چھوڑ دے تو پھر لوگوں سے الگ رہ کر اپنے قلب پر دھیان دے یہاں تک کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فکر میں مشغول ہو جائے اور دل میں پیدا ہونے والے وساوس اور شہوتوں کی نگرانی کرے تاکہ جب یہ ظاہر ہو تو ان کا قلع قع کرے کیونکہ ہر وسوسہ کا سبب ہوتا ہے اور وہ وسوسہ اس سب کے ختم کے بغیر ختم نہیں ہوتا اور یہ عمل اپنی آخری عمر تک جاری رکھے۔<sup>29</sup>

مجاہدہ اخلاق حمیدہ کے حصول کا ذریعہ: زمین پر انسان کے خلیفہ بننے میں نفس کا مجاہدہ بنیادی چیز ہے، مجاہدہ سے تزکیہ نفس کے کئی اسباب و دواعی ہیں۔ علامہ راغب فرماتے ہیں: جو چیز تزکیہ نفس انجام دیتی ہے وہ علم اور وہ مقررہ عبادات ہیں جو اخروی زندگی کا سبب ہے جیسا کہ پانی سے بدن پاک و صاف ہو جاتا ہے جو کہ دنیاوی زندگی کا سبب ہے اسی وجہ پانی کو زندگی کہا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل کردہ دین کو زندگی فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے: اسْتَعِجِّلُوْا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ<sup>30</sup> یعنی جب اللہ اور رسول ﷺ آپ کو اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندہ رکھتا ہے تو اسے قبول کرو۔ پس علم اور عبادت کو اس لحاظ سے زندگی کہا گیا کہ جب بھی نفس اس کو گم پائے گا تو ہمیشہ کے لئے ہلاکت میں پڑ جائے گا جیسا کہ پانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَرِّيًّا أَفَلَا يُؤْمِنُونَ<sup>31</sup> یعنی ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے تو کیا پھر یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

ترزیکیہ نفس فکر کی درستگی سے حاصل ہوتی ہے اور فکر کی درستگی علم کے حصول سے حاصل ہوتی ہے پھر اس سے حق و باطل کے درمیان اعتقاد میں تیزیز، کلام میں صدق و کذب میں تیزیز، افعال میں حسن و فیکح کے درمیان تیزیز اور شہوت کی اصلاح پاکدا منی سے کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ مسلسل جود و خفا کا پیکر بن جاتا ہے اور اپنی طاقت بشری کے مطابق مواساتہ کرتا ہے اور اپنے نفس کو خوف و حرص سے بچائے رکھتا ہے پس ان قوتوں سے نفس کو عدالت و احسان حاصل ہو جاتا ہے۔<sup>32</sup>

نفس کے مجاہدہ کے مراتب: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نفس کے مجاہدہ کے چار مراتب ہیں۔ ایک یہ کہ دین ورشد کے تعلم کے لئے نفس کا مجاہدہ۔ دوسرا یہ کہ علم دین کے تعلم کے بعد اس پر عمل کے لئے نفس کا مجاہدہ۔ تیسرا یہ کہ نفس کا مجاہدہ دین حق کی دعوت کے لئے ہو۔ چوتھا یہ کہ دین حق کی دعوت کے دوران تکالیف پر صبر کے لئے نفس کا مجاہدہ، اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اس کے بعد علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب ایک مسلمان مجاہدے کے یہ سب مراتب پوری کرتا ہے تو وہ

ربانیین میں داخل ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ سلف صالحین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عالم اس وقت تک ربیٰ کہلانے کا مستحق نہیں یہاں تک کہ وہ حق کو پہچان لے اس پر عمل کرے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ ربیٰ کہلانے کا مستحق بن جاتا ہے۔<sup>33</sup>

مجاہدہ نفس کے فوائد: نفس کے مجاہدہ کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے کئی مندرجہ ذیل ہیں۔ مجاہدہ سے نفس اور خواہشات اللہ تعالیٰ کی عبادت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اس سے نفس شہوات سے دور ہوتا ہے اور قلب تمدنی و تہشی سے روک دیا جاتا ہے۔ مجاہدہ سے نفس عبادت کی ادائیگی اور معاصی سے بچاؤ کے وقت تکالیف پر صبر کا عادی بن جاتا ہے۔ اس سے شیطان اور اس کے وساوس کا قلع قع ہو جاتا ہے۔ مجاہدہ سے نفس کو خواہشات سے روکا جاتا ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ جو مجاہدہ کرتا ہے اور اپنے نفس کو مودب بناتا ہے تو وہ معاشرہ اور دوستوں میں بلند مقام حاصل کرتا ہے۔ اپنے نفس کے ساتھ سوء ظن سے نفس کے محاسبہ اور تأدیب میں مدد ملتی ہے۔ مجاہدہ ایک سیدھاراستہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور جنت حاصل ہوتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: آخر میں ایک شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تزکیہ نفس سے منع فرمایا ہے تو پھر تزکیہ نفس محمود کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ سورۃ النجم میں ارشاد ہے: فلا ترکوا انفسکم هو اعلم بن اتقی، ترجمہ: لہذا تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہر اؤ وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقدی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اپنے آپ کو مقدس اور متقدی سمجھنے اور اپنی تعریفیں کرتے رہنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ نفس کی پاکیزگی حاصل کرنا منوع ہے۔<sup>34</sup>

**خلاصة البحث:** عالمین کا مقصد فلاح و کامیابی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فلاح و کامیابی کو تزکیہ نفس پر مرتب کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ اعلیٰ میں ارشاد ہے، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَرَكَّى، اور سورۃ الشمس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ رَجَّا هَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّا هَا یعنی فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے اور نامر ادھو گا جو اس کو گناہ میں دھندا ہے۔ تو کامیابی اور ناکامی کا مدار اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس پر رکھا ہے؛ اس لئے تصوف میں تزکیہ نفس کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے نفوس کے اصلاح اور تزکیہ کا خاص خیال فرماتے۔

## حوالی و حوالہ جات

1: سورۃ الشمس: ۹

2: سورۃ النساء: ۲۹

3: سورۃ التوبۃ: ۱۰۳

4: سورۃ مریم: ۱۳

5: نظرۃ التعمیم فی مکارم آخلاق الرسول الکریم: 6 / 2197

6: لسان العرب، ابو الفضل، جمال الدین ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی (المتومنی: ۱۱۷ھ)، دار صادر، بیروت، طبعہ ثالثہ، ۱۳/ ۳۵۹

7: سنن ابی داود، ۷/ ۳۰۸

8: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، حدیث: ۲۷۲۲

9: معامل فی السلوک و تزکیۃ النفوس، عبد العزیز بن محمد بن علی، دار الوطن، طبعہ اولی ۱۴۱۳ھ، ص: ۵

10 انور: 28

11 اکھف: ۱۹

12 اکھف: ۷۳

13 انور: ۲۱

14 فاطر: ۱۸

15 لخیم: ۳۲

16 لشمس: ۹

17 علی: ۱۳

18 انざعات: ۱۸

19 الجمعۃ: ۲

20 ط: ۷۵، ۷۶

21 صحیح مسلم، محقق: محمد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربي، بیروت، حدیث ۲۷۲۲

22 نطبات حکیم الامت، ۲۲/۲۲، ۲۳۸

23 نطبات حکیم الامت: ۲۲/۲۳۹

24 انざعات: ۴۰، ۴۱

25 العکبوت: ۶۹

26 مجلہ ابیان: تقدیر عن المنتدى الاسلامي / ۷۰/۲۲

27 مدارج السالکین، ۳/۱۱۲۱

28 نظرۃ البیم، ۵۰/۳۳۰

29 إحياء علوم الدين: ۳/۶۷ - ۶۹

30 الآثار: ۲۴

31 الاسماء: ۳۰

32 الذریعة للراشب: ۳۸

33 راد المعاو: ۳/۱۰ - ۱۱

34 تفسیر النفس - ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النفسی، دار النفاوس ۴/ ۱۵۷